

رسائل و مسائل

ٹیلی وژن کے متعلق ایک فتویٰ

سوال :- ۲۲ جنوری ۱۹۸۲ء کے جسارت میں "شریعت کی روشنی" میں ٹی۔وی کے متعلق سوال کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اُسے دیکھنا، اُسے اپنے گھر میں رکھنا حتیٰ کہ اسلامی پروگرام بھی دیکھنا ناجائز ہے۔ ایک مستند عالم دین اور مفتی کی جانب سے فتویٰ شائع ہو جانے کے بعد، میں عام مسلمانوں سے تو نہیں اُن لوگوں سے جو اپنے آپ کو دین اسلام کو غالب کرنے کا پابند کہتے ہیں، پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس فتوے کے بعد ان کا کیا خیال ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو وقت دیا ہے، اُس میں سے حلال روزی کمانے کے بعد کہاں سے وقت مل جاتا ہے کہ دین کی اشاعت کے ساتھ ساتھ آپ ٹی۔وی سے تفریح لے سکیں۔ آپ کی دیکھا دیکھی عام مسلمانوں نے بھی ٹی۔وی خریدنا شروع کیا۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ ہم نے عام مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ٹی۔وی خریدنا تو یہ آپ کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے کیونکہ آپ تو امام تھے، آپ مقتدی کیوں بن گئے؟ میں پوچھتا ہوں کہ اصلاح معاشرہ کی غرض سے آپ ملاقاتیں کس سے کرنے جاتے ہیں؟ عام لوگ تو اب اس کے اتنے رسیا ہو چکے ہیں کہ وہ ٹی وی پروگراموں کو چھوڑ کر کسی ناصح کی بات سننا گوارا نہیں کرتے علاوہ ازیں ٹی وی کو گھروں میں رکھتے ہوئے آپ خود بھی ملاقاتوں کے لیے نہیں جاسکتے۔ ٹی۔وی کے نقصانات سے گھر گھر کراہ رہا ہے لیکن اب کیا کیا جائے ع۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

دین پسند حضرات ذرا سوچیں کہ اس سائنسی مشین نے کتنے بڑے پیمانے پر فوجداران بچوں اور بچیوں اور طلبہ اور طالبات کے اخلاق کا ستیاناس مارا ہے۔ چند سال پیشتر مسلمان سنیہا بینی کو اور قلموں میں کام کرنے والوں کو کتنا محبوب سمجھتے تھے۔ لیکن آج وہی سنیہا گھر گھر گھل گیا ہے اور دل پسند پروگراموں کے وقت سڑکیں سنان ہو جاتی ہیں اور بازاروں میں آلو بولنے لگتا ہے اور پوری قوم اپنا کام چھوڑ کر ٹی۔وی سیدٹ کے گرد بیٹھ جاتی ہے۔ ایجاد کرنے والوں نے کیسا شبنوں مارا ہے۔

ایک مسلم کے شب و روز تو کچھ اس طرح کے ہونے چاہیے تھے کہ وہ فرائض کے علاوہ نوافل سے اللہ کا قرب حاصل کرتا۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا۔ بلند ترین تقویٰ کے حصول کے لیے کوشاں ہوتا اور رات دن ایک کمرے کے اپنے ملک سے لادینی نظریات کا دلیس نکال کر تا، بھوک اور غربت کے خاتمے کے لیے اپنی اجتماعی جدوجہد کرتا، کیا ان تمام کاموں کے کرنے میں ٹی۔وی مانع نہیں ہے؟ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر سو فیصد بھی اسلامی پروگرام پیش کیے جانے لگیں تو اللہ اور اس کے رسول کا بول بالا کرنے والوں کے پاس انہیں دیکھنے کا وقت نہ مل سکے گا۔

اگر آپ ملک کی اصلاح چاہتے ہیں تو آپ پہل کر کے ٹی۔وی کی چھتریاں اپنے مکانات سے اتار پھینکیے، تبھی آپ دوسروں پر اپنا اخلاقی اثر ڈال سکیں گے۔ اور آپ کی تبلیغ کا رگڑ ہو سکے گا۔

جواب :- میں نے آپ کے مراسلے کو بغور پڑھا۔ آپ کے جذبہ ایمانی کی میں قلمہ کرتا ہوں۔ مگر میں کسی معاملے میں انتہا پسندانہ نقطہ نظر سے کام لینے کے بجائے معقول اور معتدل انداز فکر کو پسند کرتا ہوں۔

۱۔ سوال کی نوعیت ایک مراسلے کی تھی اس لیے پہلے تو میں نے یہ لکھ دیا تھا کہ اس سوال و جواب کو ترجمان القرآن میں شائع نہیں کیا جائے گا۔ بعد میں مسئلے کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے سابق مختصر جواب کو تبدیل کیا اور متعدد نکات کا اضافہ کیا اور شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ (مدیر)

مسئلہ ایک تو فی نفسہ ٹیلی وژن کی ایجاد اور صوت و صورت کے دور تک نظام انتقال کا ہے۔ یعنی آیا اس سے تمدن کی کوئی مفید خدمت لی جاسکتی ہے یا نہیں؟ سمجھتی ہی یہ بھی کہ کیا دعوتِ اسلامی اور تعلیماتِ اسلامی یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں اس کی کوئی افادیت ہو سکتی ہے؟

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ٹیلی وژن پر دیگر امون کی جس موجودہ شکل کے ساتھ کام کر رہا ہے اسے قبول کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

پہلے سوال کے جواب میں یہ حقیقت سامنے رکھئے کہ کوئی شے یا آلہ یا مشین فی نفسہ حرام نہیں ہے، البتہ کہ شارع اُس کی حرمت کا فتویٰ دے۔ اس لحاظ سے فی نفسہ ٹیلی وژن کے نشری اور قبولی آلات اور اُن کے ذریعے کام کرنے والا سمعی و بصری سسٹم حرام یا ممنوع نہیں ہے۔ بصورتِ دیگر ٹیلی وژن کے خلاف چھڑنے والی جنگ ایسی ہی ہوگی جیسے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، کیسٹ یا ایسی ہی دوسری ایجادات کے خلاف محرکہ شروع کر دیا جائے۔ ایسی جنگ کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہی کہ ایک دلچسپ اور موثر ایجاد پھیلتی چلی جائے گی، لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور زیادہ تر غلط صورتوں میں اُٹھائیں گے اور امتناعی فتوے دینے والے اپنے فتوے لمبھوں میں لیے پیچھے رہ جائیں گے۔ کامل بائیکاٹ کے نتیجے میں داخلی طور پر اصلاح کی کوشش کرنے کا بھی کوئی موقع نہ رہے گا۔

اس دوران میں ٹیلی وژن ہمارے آپ کے نہ دیکھنے اور چھتیاں اُتار دینے کے باوجود پھیلتا رہے گا، جب کہ آپ اپنے نقطہ نظر کے مطابق اس تحریک کے لیے عوام کو تیار نہیں کر سکتے کہ ٹیلی وژن کو پاکستان میں بند کر دیا جائے اور آلات کا رکھنا خلافِ قانون قرار دے دیا جائے۔ اگر فلمیں چل رہی ہیں تو ٹیلی وژن بھی کام کرنا رہے گا۔

راہِ دوسرا سوال، سو کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اسلامی معیارات کے لحاظ سے ہمارے ٹیلی وژن کے پردے پر غلط مواد بھی آتا ہے، غلط کردار بھی آتے ہیں، غلط نظامِ اوقات بھی رائج ہے اور غلط اثرات و نتائج بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر محسوس ہے بہت اچھے پہلو بھی ہیں اور وہ اس وجہ سے ہیں کہ کچھ لوگ داخلی اصلاح کے لیے ایک حد تک اثر انداز ہوئے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مزید

©rasaiojaraid.com

کہنے کا اصل کام یہ ہے کہ جس طرح اسلام کے ہر علمبردار کا فرض ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبے کی اصلاح کے لیے اٹھ ڈالنے کی کوشش جاری رکھے۔ اسی طرح ٹیلی وژن کے کارپوریڈازوں اور متعلقہ وزارت کو اخباری مضامین و مراسلات اور براہ راست لکھے ہوئے خطوط کے ذریعے ہر اس خرابی اور غلطی کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے جس کا کسی طرح علم ہو جائے۔ دوسری بڑی مہم اس بات کے لیے یہ ہونی چاہیے کہ آئندہ کی منتخب حکومت میں ایسے افراد کو منتخب کر کے بھیجا جائے جن کی محبت اسلام کے لیے اُمید کی جاسکے کہ وہ ٹیلی وژن کے صحیح استعمال کے لیے پورا کام کریں گے۔

ایک ضروری گزارش یہ ہے کہ فتویٰ غلط روی کی اصلاح کا ذریعہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ صرف ان تھوڑے سے لوگوں کے لیے مفید ہو سکتا ہے جو کسی معاملے میں صرف حکم شریعت جاننے کے محتاج ہوں، عمل پیرا ہونے کا جذبہ اُن میں پہلے سے موجود ہو۔ رہی عوام کی وہ کثیر تعداد جو دین سے بے تعلق ہو کر وقت کی زد میں بھی جا رہی ہو ان کی اصلاح کا ذریعہ فتوے نہیں ہو سکتے۔ ان کو خدا کے دین اور رسول کی سنت اور آخرت کی جواب دہی کی دعوت پہلے دیجیے، پھر جب اُن کے اندر پیروٹی حق کا جذبہ پیدا ہو جائے تو تدریجاً ان کو اوامر و نہی بتائیے۔ فتووں کے متعلق دوسری درخواست یہ ہے کہ حلت و حرمت کے قطعی فتوے صرف خدا و رسول کے فراہم کردہ نصوص کی بناء پر دیئے جاسکتے ہیں۔ باقی رہے استنباطی و استخراجی مسائل سو اُن میں نقطہ ہائے نظر مختلف ہوتے ہیں اور ان میں دو ٹوک طریق سے حلت و حرمت کا فیصلہ نہ کر دوسروں پر نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ میرا خیال ہے کہ آج زیادہ تر معاملات میں افتاء کے طریقے کے بجائے دعوت و تقہیم کے ذریعے اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

آخر میں میں یہ واضح کر دوں کہ ذاتی طور پر میرے پاس ٹیلی وژن نہیں۔ میرا گھر اس کی چھتری کی چھاؤں سے مستفید نہیں ہے۔ بیوی بچوں کو اس کی جھلک دیکھنے کے جو مواقع ملے ان کی بنا پر انہوں نے اسے دیکھنے اور گھر میں رکھنے کو ناپسند کیا۔ فالحمد لله علی ذالک۔